شرمگاہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۶۹ھ

سوال:- سورج کی گرمی سے یعنی دھوپ سے جو پانی گرم ہو جاتا ہے اس سے وضو ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

جواب:- مشکوٰۃ باب المیاہ میں ہے۔ عن عمرؓ بن الخطاب قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانہ یورث البرص رواہ الدارقطنی ۔ یعنی دھوپ سے گرم پانی کے ساتھ غسل نہ کرو کیونکہ وہ پھلبہری کو پیدا کرتا ہے ——— دارقطنی میں بعض اور روایتیں بھی ہیں جن کا مطلب یہی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ طبی لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور طبی حیثیت سے اتفاقیہ استعمال چنداں مضر نہیں۔ اس لئے اگر اور پانی نہ ملے تو اسکا استعمال کر لینا حرج نہیں جنگل میں جو ہرٹوں کے پانی کے استعمال کی بابت مشکوٰۃ وغیرہ میں احادیث موجود ہیں حالانکہ وہ عموماً دھوپ سے گرم ہو جاتا ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۴ء

وضو کے بعد شرمگاہ کو چھونا

سوال:- شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ؟

جواب:- بعض کہتے ہیں شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ نہیں ٹوٹتا۔ احادیث ہر دو طرف ہیں۔ احتیاط ہے کہ وضو کر لیا جائے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

وضو کے بعد عورت کو چھونا

سوال:- عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ؟

جواب:- شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ نہیں ٹوٹتا۔ ہم کسی طرف زور نہیں دیتے ہاں اگر کوئی احتیاط کرے تو وضو کرے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

مسواک کا بیان

مسواک کس ہاتھ سے کرنی چاہیئے ؟

سوال:- مسواک دائیں ہاتھ سے کرنی چاہیئے یا بائیں ہاتھ سے ؟ بینوا توجروا

جواب :۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی جلد ۵ ص۲۱ میں لکھا ہے۔

یستحب السواک بالید الیسری لانہ دفع القذرات والاذی من الفم او کما قال "مسواک بائیں ہاتھ سے کرنا افضل و مستحب ہے کیونکہ وہ منہ کی مکروہ اور قبیح چیزوں کے نکالنے اور دفع کرنے کا سبب ہے"۔

اقول بتوفیق الموفق۔ ورد فی الحدیث رواہ ابونعیم عن ابن عباسؓ مرفوعاً قال السواک یذھب البلغم الحدیث (تلخیص الحبیر ص۲۵)

یعنی "مسواک بلغم کو دفع کرتی ہے پس بنا۔ علیٰ ہذا مسواک بائیں ہاتھ سے کرنا بہتر و افضل معلوم ہوتا ہے"۔ واللہ اعلم بالصواب

تجربہ بھی اس پر شاہد ہے اور اسی کا مؤید ہے کہ واقعہ مسواک کرتے وقت کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ منہ سے تھوک، مخاط، بلغم، لعاب وغیرہ ہاتھ[1] پر گرتے ہیں۔ پس مناسب ہے کہ وہ بائیں ہاتھ پر گریں اور ان کو بائیں ہاتھ ہی سے نکالا جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

کانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیمنیٰ لطھورہ وطعامہ وکانت یدہ الیسریٰ لخلائہ وما کان من اذی رواہ الامام ابوداؤد وقال المنذریؒ اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ (عون المعبود ص۱۳ ج۱)

یعنی "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ کھانا کھانے اور دیگر پاکیزہ امور کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ استنجاء اور اس قسم کے دوسرے کاموں کے لئے"۔

تنبیہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے :۔

عن عائشۃ رضؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن فی تنعلہ وترجلہ وطھورہ وفی شانہ متفق علیہ "نیل الاوطار ص۲۱۲ ج۲ تلخیص الحبیر ص۳۳ جلد۱۔ وقال الحافظ ابن حجرؒ فی شرح البخاری ص۱۲۵ ج۱۔ زاد ابوداؤد عن مسلم بن ابراھیم عن شعبۃ وسواکہ انتھی۔ واقول بتوفیق ربی ان ھذہ الزیادۃ فے

---

[1] منہ سیدھا سامنے کو رکھے پر نہیں گرتے، نیز یہ اتفاقی امر ہے اس پر حکم مرتب نہیں ہو سکتا۔ (تنظیم اہلحدیث)

سنن ابی داؤد موجودۃ وللہ الحمد۔ ولفظ ابی داؤد ھکذا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن ما استطاع فی شانہ کلہ فی طھورہ وترجلہ وتنعلہ قال مسلم ابی ابراھیم (احد رواۃ الحدیث وھو ثقۃ) وسواکہ ولم یذکر فی شانہ کلہ۔ قال ابوداؤد رہ رواہ عن شعبہ معاذ ولم یذکر وسواکہ عون المعبود ص۲۱۸ ج ۱)

اس حدیث کے تبادر الی الفہم معنی یہی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواک دائیں ہاتھ سے کرنا درست رکھتے تھے، شاید محدثین شارحین کتب احادیث رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کے ماتحت اسی واسطے یوں لکھا ہے:

قال النووی رہ ھذہ قاعدۃ مستمرۃ فی الشرع وھی ان ما کان من باب التکریم والتشریف کلبس الثواب والسراویل والخف ودخول المسجد والسواک والاکتحال وتقلیم الاظفار وقص الشارب وترجیل الشعر ونتف الابط وحلق الرأس والسلام من الصلوٰۃ وغسل اعضاء الطھارۃ والخروج من الخلاء والاکل والشرب والمصافحۃ واستلام الحجر الاسود وغیرہ ذلک مما ھو فی معناہ یحب التیامن فیہ واما ما کان بضدہ کدخول الخلاء والخروج من المسجد والامتخاط والاستنجاء وخلع الثوب والسراویل والخف وما اشبہ ذلک فیستحب التیاسر فیہ وذلک کلہ لکرامتہ الیمین۔ (نیل الاوطار ص۱۲۲ ج ۱)

مگر اس عاجز کے علم وفہم میں یوں ہے کہ اس حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ بات مرغوب خاطر تھی کہ ہر کام کو دائیں ہی طرف سے شروع کیا جاوے اور خود بھی دائیں ہی جانب سے شروع کرنا پسند رکھتے تھے اگر وہ کام بائیں ہاتھ سے کرنے والا ہو مگر شروع دائیں ہی ہاتھ سے کیا جاوے۔ مثلاً جوتی پہننا، طہارت کرنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، مسواک کرنا یا ناک صاف کرنا وغیرہ وغیرہ۔ میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ اگرچہ یہ سب کام بائیں ہاتھ سے کئے جاویں۔ مگر ان میں یحب التیامن کی رو سے دائیں طرف سے ابتدا کی جاوے، جوتی بھی دائیں جانب سے پہلے پہنی جاوے، طہارت کرنے میں بھی پہلے دائیں طرف صاف کی جاوے۔ بغلیں اکھیڑنے میں بھی پہلے دائیں جانب سے اکھیڑی جائیں۔ مسواک بھی پہلے منہ میں دائیں جانب کی جاوے۔ اسی طرح ناک صاف کرتے وقت پہلے دائیں جانب سے ہی صاف کی جاوے۔ اس کا عکس

مثلاً کُرتہ اتارنا، واسکٹ صدری اتارنی، کوٹ جُبّہ اتارنا، پاجامہ اتارنا جو تو اگرچہ یہ سب دائیں ہاتھ سے اتارے جائیں گے مگر پہلے بائیں جانب سے اتارے ہوں گے۔ البتہ بعض امور ایسے بھی ہیں کہ بسبب از باب التکریم والتشریف ہونے کے دائیں ہاتھ سے اور دائیں ہی جانب سے شروع کئے جاتے ہیں اور ایسا کوئی ایک امر بھی نظر نہیں آتا کہ بسبب خلاف از باب تکریم وتشریف ہونے کے بائیں ہاتھ اور بائیں ہی جانب سے شروع کیا جاوے۔

ویمکن ان یدخل فیہ خلع النعل بالید۔ غالباً بلکہ اغلباً کتب احادیث کے شارحین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی یہی سمجھا ہے کیونکہ مذکورہ محولہ عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو متبادر الی الفہم معنوں (جو عاجز نے پہلے عرض کئے ہیں) پر دلالت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

نتیجہ۔ عاجز نے اپنا ذکر کردہ مقصد اس طریق پر استدلال کرنے سے سمجھا ہے کہ حدیث کانت یدہ الیمنیٰ لطہورہ وطعامہ وکانت یدہ الیسریٰ لخلائہ وما کان من اذیٰ میں صرف یہ ذکر ہے کہ دایاں ہاتھ طعام وطہور اور عمدہ مبارک کاموں کے لئے ہے اور بایاں ہاتھ استنجاء، اذیٰ، قذر وغیرہ قبیح کاموں کے لئے ہے۔ تو گویا اس حدیث میں دونوں ہاتھوں کے معین کاموں کا ذکر آ گیا اور حدیث یحب التیامن کا صرف یہی مطلب ہے کہ ہر کام کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے (والا مستثنیٰ استثنائہ) دائیں یا بائیں ہاتھ کا اس میں کوئی تعرض ؒ اشارہ نہیں۔

ھذا۔ واللہ اعلم بالصواب واعلم اتم واکمل۔ وانا العاجز عبدہ الحلیم ابراھیم عفا عنہ مولاہ الحلیم۔ باقی پور ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ ہجری یوم الجمعہ[1]

جواب ۱۔ حدیث کانت یدہ الیمنیٰ لطہورہ اسی کی مؤید ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ سے ہو کیونکہ دوسری حدیث میں مسواک کو مطھرۃ للفم کہا ہے۔ ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ کا قیاس کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کیونکہ منہ میں پانی دائیں ہاتھ سے ڈالا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی منہ کی میل دور کرنے کے لئے اور اندر کی صفائی کے لئے ہوتا ہے ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ کے قیاس سے لازم آتا ہے کہ بائیں ہاتھ سے منہ میں پانی ڈالا جائے، اسی طرح ناک میں پانی دائیں ہاتھ سے ڈالتے ہیں اور احادیث میں بھی اس کی تصریح آئی ہے حالانکہ بعض دفعہ گندے

---

[1] آہ! آج ہم مجبور ہیں کہ موصوف کے نام سے مرحوم کہیں کیونکہ آپ ۱ رجب ۱۳۵۲ھ کو عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر وارحمہ۔ ۱۲ (تنظیم)

قطرے ہاتھ پر گرتے ہیں مگر یہ اتفاقی امر ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں پس ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ کا قیاس کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا ہاں ہاتھ گندگی کو لگتا جیسے ناک سنکنے اور استنجاء کرنے کے وقت لگتا ہے تو اس صورت میں بے شک مسواک بائیں ہاتھ سے مناسب تھی۔ مگر مسواک تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کے بمنزلہ ہے اس لئے ناک سنکنے اور استنجاء کرنے کے ساتھ اس کو مشابہت دینا ٹھیک نہیں۔

(عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ مورخہ یکم جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۰ھ)

انگریزی برش استعمال کرنا

سوال:۔ دانت صاف کرنے کے لئے آج کل انگریزی برش کا بہت رواج ہو گیا ہے۔ جس کے بالوں میں سور کے بال ہونے کا بہت حد تک امکان ہے کیا ایسے برش سے دانت صاف کرنا جائز ہے کیا ہم اس بات سے استدلال لے سکتے ہیں۔ کہ جس طرح مردار جانور کا چمڑا رنگنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے اس طرح سور کے بال بھی مشینوں میں صاف ہونے کے بعد پاک ہو سکتے ہیں۔ اور دانت صاف کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ حرام ہونے کی حیثیت سے سور اور مردار دونوں برابر ہیں۔

حفیظ الرحمٰن ایم اے۔ بی ٹی گورنمنٹ ہائی سکول للت پور (ضلع جھانسی یو۔پی)

جواب:۔ برش کے متعلق جس میں خنزیر کے بال ہوں۔ بہت سا شبہ ہے۔ کیونکہ علماء مختلف ہیں۔ کوئی جائز کہتا ہے۔ کوئی ناجائز شبہ کے محل سے بچنا مناسب ہے۔ ہاں خشک استعمال کرے تو اس کا چنداں حرج نہیں۔ مگر احتیاط ہر صورت میں بہتر ہے۔ مردار کے چمڑے پر قیاس ٹھیک نہیں۔ کیونکہ مردار کے چمڑے کی مثال پلید کپڑے کی ہے۔ جو دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور خنزیر کو بہت علماء نجس العین کہتے ہیں۔ جیسے پاخانہ ہے ظاہر ہے کہ پاخانہ کس طرح پاک نہیں ہوتا۔ عبداللہ امرتسری روپڑ ۱۰ صفر ۱۳۵۷ھ مطابق یکم مئی ۱۹۳۸ء

جرابوں پر مسح

سوال:۔ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ محمد عبداللہ معرفت حکیم فضل دین لاہور مزنگ محلہ بھوجھڑ پورہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء

جواب:۔ ترمذی میں ہے۔ کہ اگر موٹی جرابیں ہوں۔ تو مسح جائز ہے۔ اور جرابوں کے مسح کی حد موزوں

سے الگ نہیں آئی۔ جو موزوں کی ہے۔ وہ جرابوں کی ہے۔ کیونکہ موٹی جرابیں موزوں کا حکم رکھتی ہیں۔ موزوں کے مسح کی حد مسافر کے لئے تین دن رات ہے۔ اور مقیم کے لئے ایک دن رات

عبداللہ امرتسری مقیم روپڑ ضلع انبالہ ۱۵ رجب ۱۳۵۳ھ

تیمّم کا بیان

سوال:۔ تیمم کا طریق کیا ہے؟

جواب:۔ تیمم کا طریق یہ ہے۔ کہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے در نہ کسی اور چیز پر مارے۔ جس پر مٹی یا گرد و غبار ہو۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں مل کر پھونکے تاکہ ہتھیلیوں پر زیادہ گرد و غبار نہ رہے۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو منہ پر پھر ہاتھوں پر گٹوں تک ملے یہ تیمم کی اصل صورت ہے۔ اور اگر ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مار کر منہ پر مل لے اور دوسری دفعہ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لے تو یہ بھی جائز ہے۔

عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۶۹ھ

سوال:۔ مٹی کے سوا پتھر، ریت، چونہ وغیرہ سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قرآن مجید میں ہے فتیمموا صعیدا طیبا قصد کرو صعید پاک کا۔ اس آیت میں صعید کے ساتھ تیمم کا حکم ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ صعید کیا شے ہے؟ صراح میں ہے عن الفراء صعید خاک قال ثعلب وجہ الارض یعنی فراء کہتے ہیں صعید مٹی کو کہتے ہیں۔ ثعلب کہتے ہیں روئے زمین کو کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے۔ الصعید التراب او وجہ الارض یعنی صعید کے معنی مٹی کے ہیں یا روئے زمین کے۔

تفسیر فتح البیان میں ہے:۔

الصعید وجہ الارض سواء کان علیھم تراب او لم یکن قالہ الخلیل وابن الاعرابی والزجاج قال الزجاج لا اعلم فیہ خلافا بین اھل اللغۃ وقال الفراء ھو التراب وبہ قال ابو عبیدۃ انتھی ملخصا (فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

ائمہ لغت سے امام خلیل، امام ابن الاعرابی، امام ابو اسحاق زجاج کہتے ہیں۔ کہ صعید روئے زمین ہے۔ امام ابو اسحاق زجاج یہ بھی کہتے ہیں۔ میرے علم میں اہل لغت میں اس کی بابت اختلاف نہیں اور امام فراءؒ

کہتے ہیں صعید مٹی ہے اور امام ابو عبیدہ بھی یہی کہتے ہیں۔ چونکہ صعید کے معنی میں اختلاف ہے۔ اس لئے تیمم میں بھی اختلاف ہوگیا۔ تفسیر فتح البیان میں اس محل میں لکھا ہے:۔

وقد اختلف اهل العلم فيما يجزئ التيمم به فقال مالك وابو حنيفة والثوری والطبرانی انه يجزئ بوجه الارض كله ترابا كان اورملا اوحجارة وقال الشافعی واحمد واصحابهما انه لا يجزئ التيمم الا بالتراب فقط

یعنی امام مالکؒ ، امام ابوحنیفہ رہ۔ امام ثوری رہ۔ امام طبرانی رہ کہتے ہیں روئے زمین کے ساتھ تیمم درست ہے۔ خواہ مٹی ہو یا ریت ہو یا پتھر ہو۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ اور ان کے اصحابؒ کہتے ہیں کہ مٹی کے سوا کسی اور شئے سے تیمم درست نہیں۔

تاج العروس شرح قاموس میں ہے:۔

وقال الشافعی لا يقع اسم صعيد الا على تراب ذی غبارٍ فاما البطحاء الغليظة والرقيقة والكثيب الغليظ فلا يقع عليه اسم صعيد وان خالطه تراب او صعيد[1] اومدر يكون له غبار كان الذی خالطه الصعيد ولا تيمم بالنورة وبالكحل وبالزرنيخ وكل هذا حجارة قال ابو اسحاق الزجاج على الانسان ان يضرب بيديه الارض ولا يبالی اكان فی الموضع تراب اولم يكن لان الصعيد ليس هو التراب انما هو وجه الارض ترابا كان او غيره

امام شافعیؒ کہتے ہیں صعید صرف اس مٹی کو کہتے ہیں جس پر غبار ہو۔ زیادہ پتھریلی اور ہلکی پتھریلی زمین اور سخت ٹیلہ اس کو صعید نہیں کہتے۔ اگر مٹی یا میدان یا ڈھیلوں میں غبار ہو تو وہ صعید ہے اور چونے اور سرمے اور ہڑتال سے تیمم جائز نہیں یہ سب پتھر ہیں اور زجاجؒ کہتے ہیں۔ مٹی ہو یا غیر مٹی ہر تیمم جائز ہے کیونکہ صعید روئے زمین کو کہتے ہیں مٹی کی خصوصیت نہیں۔

---

[1] کتاب الام امام شافعی میں یہ لفظ نہیں بلکہ اس میں یوں ہے۔ وان خالطه تراب اومدر يكون له غبار كان الذی خالطه هو الصعيد (کتاب الام جلد اول ص۴۳ طبع مصر ۱۲)

غنیۃ المصلی میں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک مٹی، ریت، پتھر، ہڑتال، سُرمہ، مردہ سنگ، چونا، گیری اور اسی قسم کی دیگر اشیاء سے تیمم جائز ہے۔ کیونکہ زمین کی جنس سے ہیں۔ سونے چاندی اور لوہے قلعی سے جائز نہیں۔ اگرچہ یہ زمین میں پیدا ہوتے ہیں لیکن آگ سے پگھل جاتے ہیں اس لئے زمین کی جنس میں شامل نہیں ہیں اسی طرح گیہوں اور دیگر غلہ جات سے تیمم جائز نہیں ہاں اگر ان اشیاء پر غبار ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ایک روایت میں امام محمد کے نزدیک جائز ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رہ کے نزدیک پختہ اینٹ سے تیمم جائز ہے۔ اور امام محمد کہتے ہیں۔ کوٹی ہوئی ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح نمک کے ساتھ بھی تیمم جائز ہے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ پہاڑی نمک ہو پانی کا نہ ہو۔ اور شمس الائمہ سرخسیؒ کہتے ہیں، نمک سے جائز نہیں خواہ کسی قسم کا ہو اور شور زمین کا حکم بھی نمک کا ہے۔ اور کیچڑ کے ساتھ تیمم کرنا نہ چاہیئے اگر کرے تو جائز ہے۔ روڑی کنکر، گول پیالے (مٹکے) اور اس قسم کی دیگر اشیاء جو مٹی سے تیار ہوتی ہیں اور ان پر قلعی نہ چڑھائی ہو ان سب سے تیمم جائز ہے خواہ ان پر غبار ہو یا نہ۔ اسی طرح راکھ کے ساتھ تیمم جائز ہے لیکن اس میں شرط ہے کہ اس میں مٹی زیادہ ہو اور راکھ کم ہو۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رہ کے نزدیک جن اشیاء کے ساتھ تیمم جائز نہیں ان پر غبار ہونے کی صورت میں تیمم جائز ہے ملاحظہ ہو غنیۃ المصلی ص۲۳-۲۴۔

ایک حدیث میں ہے جعلت لی الارض مسجداً وطھوراً (بلوغ المرام) یعنی میرے لئے زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور ایک روایت مسند احمد وغیرہ میں ہے جعلت لی الارض کلھا ولامتی مسجداً وطھوراً (سبل السلام ص۴۶) یعنی ساری زمین میرے لئے اور میری امت کے لئے مسجد اور طہور بنائی گئی ہے۔ طہور کے معنی ہیں پاک کرنے والی۔ یہ حدیث امام ابو حنیفہ رہ کے مذہب کو تائید دیتی ہے سبل السلام میں اس حدیث کو ذکر کرکے کہا ہے کہ مسلم کی بعض روایتوں میں جعلت تربتھا طھوراً آیا ہے۔ یعنی زمین کی مٹی طہور بنائی گئی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ پتھر وغیرہ سے[1] تیمم جائز نہیں کیونکہ اس حدیث میں خاص مٹی کا ذکر آیا ہے اور پہلی حدیث میں عام آ گیا اور اصول میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خاص کا ذکر عام کی نفی نہیں کرتا نیز یہ مفہوم لقب[1] ہے اس کا اعتبار نہیں۔

---

[1] مثلاً زید عمرو آپس میں دوست ہیں ایک شخص کہتا ہے میرے پاس زید آیا اس سے اگر کوئی یہ سمجھے کہ عمرو نہیں آیا اسے مفہوم لقب کہتے ہیں اصولی اسکا اعتبار نہیں کرتے صاحب سبل السلام کا مطلب یہ ہے کہ زمین کی بہت سی جنسیں ہیں ایک کے ذکر سے دوسری کی نفی نہیں ہوتی۔ ۱۲

اس کے بعد سبل السلام میں لکھا ہے۔

نعم فی قوله تعالٰی فی آیة المائدة فی التیمم منه دلیل علی ان المراد التراب وذلك ان کلمة من للتبعیض کما قال فی الکشاف حیث قال انه لا یفهم احد من العرب من قول القائل مسحت براسه من الدهن ومن التراب الا معنی التبعیض انتهی والتبعیض لا یتحقق الا فی المسح من التراب لا من الحجارة ونحوها (سبل السلام صـ۵۶)

یعنی حدیث جعلت تربتها طهورا سے تو استدلال ٹھیک نہیں آیہ مائدہ سے استدلال صحیح ہے کیونکہ اس میں کلمہ مِن ہے جو ایک حصّہ پر دلالت کرتا ہے جیسے کشاف میں لکھا ہے کہ جب عرب کہتے ہیں میں نے سر پر تیل سے ملا یا مٹی سے ملا تو اس سے عرب یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے کچھ حصّہ سر پر ملا اور ظاہر ہے کہ پتھر یا اس کی مثل پر مسح کرنے سے ہاتھ منہ پر کچھ نہیں لگتا پس معلوم ہوا کہ صعید سے روئے زمین مراد نہیں۔

یہ صاحب سبل السلام کی تقریر ہے۔ لیکن میرے خیال میں صاحب سبل السلام نے جو حدیث سے استدلال صحیح نہیں کہا یہ ٹھیک نہیں کیونکہ مسلم کی بعض روایتوں میں یہ الفاظ ہیں۔

جعلت لنا الارض کلها مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا اذا لم نجد الماء وفی روایة وجعل ترابها لنا طهورا فتح البیان جلد ۲ صـ۲۲۵

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی اور اس کی مٹی ہمارے لئے طہور بنائی گئی ہے۔

اس حدیث میں مسجد کے لئے ساری زمین کہا ہے اور طہور کے لئے اس کی مٹی کو خاص کیا ہے اس مقابلہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کے سوا باقی حصّے سے تیمم نہیں ہوتا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث جعلت لی الارض کلها لامتی مسجدا وطهورا میں کل کا لفظ صرف مسجد کے ساتھ لگتا ہے طہور کے ساتھ نہیں لگتا گویا اصل عبارت یوں ہے جعلت لی الارض کلها لامتی مسجدا وجعلت لی ولامتی طهورا اور اختصار میں ایسا بہت ہو جاتا ہے جیسے قرآن میں اس کی نظیر موجود ہے سورہ بقرہ میں ہے وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هودا او نصاری۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اصل عبارت یوں ہے قالت الیهود

لا یدخل الجنۃ الامن کان یھود یا وقالت النصاریٰ لا یدخل الجنۃ الامن کان نصاریٰ
(فتح البیان جلد اوّل ص۱۶۴)

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس بات پر متفق ہیں کہ یہودی نصرانی دونوں جنّت میں جائیں گے۔ لیکن دوسری آیتوں سے ثابت ہے کہ ان میں آپس میں دشمنی ہے اور ایک دوسرے کو گمراہ کہتے ہیں، ایک فریق دوسرے کے جنتی ہونے کا قائل نہیں ہو سکتا اس لئے عبارت محذوف مانی گئی ٹھیک اسی طرح مسلم کی بعض روایتوں کی وجہ سے اس حدیث میں جعلت محذوف مانا گیا جس کے ساتھ کل نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ آیت مائدہ اور مسلم کی بعض روایتیں دونوں اس بات کی دلیل ہیں کہ تیمم کے لئے مٹی ضروری ہے۔

فتح البیان میں صحیح مسلم کی یہ حدیث لکھ کر لکھا ہے۔ کہ اس حدیث سے صعید کے معنے واضح ہو گئے اور اس کی تائید ابن فارس کے قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب الخلیل سے نقل کیا ہے جو یہ ہے تیمم بالصعید ای خذ من غبارہ۔ انتہیٰ صعید کا قصد کر یعنی اس کا غبار لے۔ اس قول سے معلوم ہوا کہ صعید مٹی ہے۔ کیونکہ پتھر کے لئے غبار نہیں، ملاحظہ ہو فتح البیان جلد ۲ ص۲۴۸ نیز مسلم کی حدیث میں مٹی کا ذکر اس اُمّت کی تشریف اور بزرگی کے لئے ہوا ہے۔ اگر ساری زمین سے تیمم صحیح ہوتا تو مٹی کو خاص نہ کیا جاتا۔ ملاحظہ ہو عون الباری لحل ادلۃ البخاری ص۱۹۵

اس کے علاوہ مٹی کے ساتھ تیمم بالاتفاق جائز ہے اور باقی جنسوں میں اختلاف ہے اس لئے مٹی ہی پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نماز دین کا ستون ہے اس میں جتنا احتیاط ہو تھوڑا ہے۔ عبداللہ امرتسری سہو ا

سوال:۔ تیمم کس چیز سے ٹوٹتا ہے؟

جواب:۔ جن اشیاء سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان اشیاء سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر پانی مل جائے اور اس کو استعمال کر سکے تو اس سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۶۹ھ

سوال:۔ ایک شخص کو سوتے میں احتلام ہو گیا۔ آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ احتلام ہو گیا ہے۔ اور نماز کا وقت بالکل قریب ہے۔ اگر غسل کرے گا۔ تو نماز قضاء ہو جائے گی۔ اب اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ نماز قضاء کرے یا غسل کرے یا تیمم کے ساتھ نماز ادا کرے۔ امجد حسین خریدار ۱۲۶۹

جواب:۔ قرآن مجید میں ہے فلم تجدوا ماءً فتیمموا یعنی پانی نہ پاؤ تو پھر تیمم کا حکم ہے سوال کی صورت میں پانی موجود ہے۔ تو تیمم کس طرح درست ہو گا۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ

سوال:۔ وہ کونسے وجوہات ہیں کہ ان کی بنا پر تیمم کی اجازت ہے؟

جواب:۔ جب پانی نہ ملے یا پانی کا استعمال نہ کر سکے یا بیماری کے باعث پانی کے استعمال سے کسی قسم کا خطرہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کافی ہے۔

عبداللہ امرتسری

ستر کا بیان

سوال:۔ ران ستر ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبۃ صفحہ ۲۶۹ میں ہے الفخذ عورۃ یعنی ران پردہ ہے یعنی اس کو ڈھکنا چاہیئے۔ نیل الاوطار جلد اول باب بیان العورۃ وحدھا میں مسند حارث بن ابی اسامہ کے حوالہ سے ابی سعیدؓ سے مرفوع روایت ہے عورۃ الرجل ما بین سرتہ الی رکبتیہ یعنی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ ستر ہے ایسا ہی منتخب کنز العمال بحوالہ ترمذی ذکر ہے اور مشکوٰۃ میں ابوداؤد اور منتقی میں موطا اور مسند احمد کا ذکر ہے۔ منتخب کنز الاعمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۱ میں ہے عن ابی العلاء مولی الاسلمیۃ قال رأیت علیا یتزر فوق السرۃ ابن سعد (ھق) یعنی حضرت علی ناف کے اوپر تہبند باندھتے تھے۔

لیکن بخاری صفحہ ۵۳ میں ہے قال انس حسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فخذہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران ننگی کی۔ اس کے آگے ذکر ہے حسر الازار عن فخذہ حتی انظر الی بیاض فخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ نے ران سے کپڑا ہٹایا یہاں تک کہ میں آپ کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔

ان احادیث میں بظاہر مخالفت ہے بعض میں ہے کہ ران ستر ہے اور بعض میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ران ننگے ہونے کی پرواہ نہیں کی۔

امام بخاریؒ کا فیصلہ

امام بخاریؒ فرماتے ہیں حدیث انس اسند وحدیث جرھد احوط حتی نخرج من اختلافھم بخاری صفحہ ۵۳ یعنی انسؓ کی حدیث جس میں ران سے کپڑا ہٹانے کا ذکر ہے جرہد کی حدیث سے جس میں ران کو ستر کہا ہے سند کی رو سے قوی ہے لیکن جرہد کی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط ہے تاکہ اختلاف میں نہ پڑیں۔